رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

| دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے |
|---|---|---|

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

# الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

## فہرست مضامین



میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام حضرت مسیح موعود)




| جلد ۷ | ۱۶- اگست سنہ ۱۹۱۹ء | پرچہ | مطابق ۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۱۴ |
|---|---|---|---|---|


## مدینۃ المسیح

تبلیغی وفد جناب حافظ روشن علی صاحب۔ جناب سید محمد اسحٰق صاحب اور جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پر مشتمل ہے۔ ۱۵- اگست کو روانہ ہو گیا۔

منشی شادیخاں صاحب کی والدہ صاحبہ جنہیں ایک لمبا عرصہ قادیان کی سکونت نصیب رہی اور جو "دادی" کے لقب سے مشہور تھیں بہت عرصہ کی بیماری کے بعد قریباً ۹۰ سال کی عمر میں ۱۳- اگست فوت ہو گئیں ۱۴ تاریخ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھا۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔

ہفتہ مختتمہ ۱۴- اگست میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے

شیخ نبی بخش صاحب راولپنڈی سے۔ بابو روشن دین صاحب بٹالہ سے

## الموعظۃ الحسنۃ

### دوسروں کی دعا سے ہمدردی کرو

"یاد رکھو ہمدردی تین قسم کی ہے اوّل جسمانی دوم مالی تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے۔ کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی انسان کر سکتا ہے جبکہ اُس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتوان مجروح سکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو تو کوئی شخص جس میں خود طاقت و توانائی نہیں ہے کب اس کو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی بے کس بے بس بے سروسامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو اس کی ہمدردی کیونکر ہوگی۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت بلکہ جب تک انسان انسان ہے وہ دوسرے کے لئے دعا کر سکتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے اور اگر اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے تو سمجھو بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔ میں نے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے مگر دعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور

نہیں ہوتا ۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمن کو بھی باہر نہ رکھے جس قدر دعا وسیع ہوگی اسی قدر فائدہ دعا کرنے والے کو ہوگا ۔ اور دعا میں جس قدر بخل کرے گا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاوے گا ۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اُس کا ایمان بھی کمزور ہے ؛

دوسروں کے لئے دعا کرنے میں ۔ ۔ ۔ ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں اُن کی عمر دراز ہوتی ہے جیسے کہ فرمایا اِمَّا مَا یَنفَعُ النَّاسَ فَیَمکُثُ فِی الاَرضِ اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جا سکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو اس خیر کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اٹھا لیا جاتا ہے ۔ کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھا کرتا تھا وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا ۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خیر النَّاس مَن یَّنفَعُ النَّاس بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے ؛

الحکم ۹ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء ( حضرت مسیح موعودؑ )

## سچے ایماندار کی علامت

" ایک بڑی علامت سچے ایماندار کی یہ ہے ۔ کہ انسان دنیا کو پاؤں کے نیچے کچل کر اور اسے روندی جان کر اس سے الگ ہو جائے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے الگ ہوتا ہے "

البدر نمبر ۲ جلد ۳ - ۲۶ دسمبر ۱۹۰۳ء

حضرت مسیح موعودؑ

# اخبارِ احمدیہ

## جناب چودھری فتح محمد صاحب وجناب ماسٹر عبد الرحیم صاحب لنڈن پہنچ گئے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے ۶ - اگست کا لنڈن سے دیا ہوا تار مظہر ہے ۔ کہ جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال اور جناب ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر بخیریت پہنچ گئے ہیں ۔ الحمد للہ

## جناب قاضی عبد اللہ صاحب

جناب قاضی عبد اللہ صاحب بی ۔ اے اپنے تازہ خط میں جو ہیسٹنگز سے روانہ کیا ہے لکھتے ہیں ۔ کہ گو ابھی کمزوری ہے ۔ مگر خدا کے فضل سے رو بصحت ہوں ۔ ڈاکٹر نے مشورہ دیا ہے ۔ کہ لمبا آرام کرنا ضروری ہے ۔ دوپہر اور شام کے کھانے سے پہلے ½۱ گھنٹہ تک لیٹے رہنے کی ہدایت ہے ۔ زیادہ چلنا پھرنا قریباً موقوف کر دیا گیا ہے ۔ ایک سوسائٹی نام نیو تھاٹ نیر کی خواہش اور اصرار کی وجہ سے اسلام پر ایک لیکچر دیا ۔ جو خدا کے فضل سے بہت کامیاب ہوا ۔ احباب دعا فرماویں ۔ کہ خدا تعالیٰ جناب قاضی صاحب کو کامل صحت عطا فرمادے ؛

## مصر میں تبلیغ

بابو عبد الکریم صاحب منصورہ (مصر) سے لکھتے ہیں ۔ کہ تبلیغ کا کام خدا کے فضل سے جاری ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی کتب لوگوں کو پڑھنے کے لئے دی جاتی ہیں ۔ لوگوں میں ایک ہلچل مچی ہوئی ہے ۔ خدا تعالیٰ نیک نتائج پیدا کرے ؛

## کنانور (مالابار) میں نیا احمدی عالم

شیخ محمود احمد صاحب جو مالابار سے واپس آتے ہوئے فی الحال مدراس میں ٹھہرے ہوئے ہیں ۔ لکھتے ہیں کہ ایک خط کنانور سے آیا ہے جس سے معلوم ہوا ہے کہ کنانور میں ایک مولوی جو بڑا عالم ہے ۔ احمدی ہو گیا ہے وہ پہلے پنگاڑی میں مولوی کنجی کے پاس گیا تھا ۔ ایک ہفتہ تک اس کے پاس رہا اس کی رائے ہے کہ مولوی کنجی کے پاس رہکر میں نے تو یہ معلوم کیا ہے کہ وہ جلد خود کوئی دعویٰ کرنے والا ہے اس نے اس سے سخت نفرت کی اور احمدی ہو گیا ہے ؛

## امتحان میں کامیاب ہونیوالے اور احمدی

جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسری کے تین صاحبزادے بتدریج ذیل کے امتحانوں میں کامیاب ہوئے :-

(۱) محمد بشیر صاحب (بی ۔ ایس ۔ سی) پنجاب یونیورسٹی کے ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس کے امتحان میں ۔

(۲) عبد الحمید صاحب (بی ۔ اے) ایل ۔ ایل ۔ بی کے سال اوّل میں ۔

(۳) محمد اسلم صاحب علیگڈھ میں ایف ۔ اے میں ۔

اور برادر فضل کریم صاحب بھیروی ۔ بی ۔ اے میں ۔

## درخواست دعا

مولوی غلام رسول صاحب ساکن باروٹلی بعض مشکلات میں ہیں ان کے حل مشکلات کے لئے اور سید محمد علیشاہ صاحب کاٹھ گڈھی اپنے اور اپنے فرزند عنایت علیشاہ کے فلاح دارین کیلئے دعا کے خواستگار ہیں احباب دعا میں یاد رکھیں ۔ نیز برادر شمس الدین صاحب بھاگلپوری بعض ابتلاؤں میں ہیں انکے لئے بھی دعا کیجائے ؛

## نمازِ جنازہ

برادر منشی محمد الدین صاحب کورٹ انسپکٹر عدالت ہائے ضلع کٹوعہ اطلاع دیتے ہیں کہ میاں شیر محمد صاحب احمدی سکنہ قصبہ میرپور ریاست جموں کا انتقال ہو گیا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیهِ رَاجِعُون احباب جنازہ غائب پڑھیں ؛

---

خریداران اخبار کو چاہیئے خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھا کریں ۔ اور اپنا نام و پتہ صاف لکھا کریں ۔ مینجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الفضل

قادیان دارالامان - ۱۶ - اگست ۱۹۱۹ء

## مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت

### کیا واقعی مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک کچھ وقعت رکھتی ہے؟

(۱)

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے عبد اللہ تیماپوری کے دعوے ماموریت کو تسلیم نہ کرنے کی جو یہ وجہ پیش کی ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ میں کوئی بڑا اور اہم اختلاف نہیں۔ بلکہ "ذرا سا اختلاف ہوا ہے" یہ ان کی اپنی ہی تحریروں سے بالکل غلط اور نادرست ہے۔ یا تو انہیں عبد اللہ تیماپوری کو مامور مان لینا چاہیئے۔ یا اپنی پہلی تحریروں کی تردید شائع کرنی چاہیئے۔ اب ہم اسی سلسلہ میں ان کی پیش کردہ دوسری وجہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

عبد اللہ تیماپوری کے دعوے ماموریت کو تسلیم نہ کرنے کی دوسری وجہ مولوی محمد علی صاحب نے یہ پیش کی ہے کہ "اگر بالفرض اسوقت کوئی مامور ہوتا۔ تو اس کے الہام کے ذریعہ سے جو فیصلہ اللہ تعالیٰ دے سکتا کیا اس سے بڑھ کر وقیع وہ شہادت نہیں۔ جو حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے قلم اور زبان سے ادا کرادی ہے۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب مولوی محمد احسن صاحب کو اس پایہ اور شان کا انسان سمجھتے ہیں کہ ان کے قلم اور زبان کی شہادت کو خدا تعالےٰ کے ایک مامور کی اس شہادت سے بھی جو خدا کے الہام سے دے۔ زیادہ وقیع قرار دیتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک ایک غیر مامور کی اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق شہادت ایک مامور من اللہ کی الہامی شہادت سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہے۔ اس موقع پر ہم مولوی محمد علی صاحب کی قابل رحم حالت پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آہ! کیسی جرأت اور دلیری سے ایک ایسے شخص کو جو کچھ ہی عرصہ قبل انہیں علی الاعلان فاسق اور دجال قرار دے رہا تھا۔ اور جسے وہ کچا اور ننگا مولوی بتا رہے اور لباسِ تقوےٰ سے عاری ٹھہرا رہے تھے۔ اب اسی کو دھوکہ دہی اور مطلب برآری کے لئے خدا تعالیٰ کے ایک مامور سے بڑھ کر درجہ اور رتبہ دے رہے ہیں۔ اور اسکی شہادت کو اپنے حق میں سمجھ کر مامور من اللہ کی شہادت سے وقیع ٹھہرا رہے ہیں۔ حیرت ہے وہی مولوی محمد علی صاحب جو ایک وقت اپنی سابقہ تحریروں کو اپنے موجودہ عقائد کے خلاف پا کر اس طرح ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں کہ:۔

"میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں"

وہی دوسرے وقت میں مغالطہ دہی کے لئے مولوی محمد احسن ایسے انسان کے قلم سے نکلی ہوئی تحریر کو ایک مامور من اللہ کے فیصلہ سے بڑھ کر بتا رہے ہیں۔ یہ سب خود غرضی اور دھوکہ دہی کے کھیل ہیں۔ ورنہ اگر فی الواقعہ مولوی محمد علی صاحب مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت کو ایک مامور من اللہ کی شہادت سے وقیع سمجھتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کی اسوقت کی شہادتوں کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ وہ ہوش و حواس کے لحاظ سے موجودہ حالت سے بہت بہتر حالت میں تھے۔ اب تو وہ خود اپنے آپ کو ضعیف مفلوج قرار دے کر حسرت و افسوس کے آنسو بہا رہے ہیں۔ پس اگر ان کی ایسی نازک حالت کی شہادت مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ایک مامور من اللہ کی الہامی شہادت سے بڑھ کر وقعت رکھتی ہے۔ تو پھر ان کی اسوقت کی شہادتوں کو جبکہ وہ پورے ہوش و حواس میں تھے مولوی محمد علی صاحب کو بہت ہی اہم اور بالکل فیصلہ کن قرار دینا چاہیئے۔

ذیل میں ہم مولوی محمد احسن صاحب کی چند ایک شہادتیں پیش کر کے مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ان کو صحیح اور درست مانتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں مولوی محمد احسن صاحب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے متعلق اپنے "قلم اور زبان" سے ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار جو شہادت دیتے رہے ہیں۔ اور ان کی شہادت سے غیر مبایعین اپنے متعلق جو فیصلہ سمجھتے رہے ہیں۔ وہ ان ہی میں سے سب سے بڑے قانون دان خواجہ کمال الدین صاحب کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"اب سید محمد احسن صاحب ہم کو مکذّب و دجّال کہتے ہیں۔"

(دیکھو خواجہ صاحب کا رسالہ اندرونی اختلافات صفحہ ۷۵ حاشیہ)

اس خود تسلیم کردہ فیصلہ کو پیش کر کے ہم مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ اس کے رو سے اپنے آپ اور اپنے ساتھیوں کو مکذب دجال یقین کرتے ہیں یا نہیں اگر کرتے ہیں تو ان کا حق ہے کہ مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت کو جسقدر وقیع کہنا چاہیں کہیں۔ ورنہ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ جس انسان کی شہادت کو وہ خود تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسی کی شہادت کو دوسروں سے تسلیم کرانے کے لئے کس منہ سے ایک مامور من اللہ کی شہادت سے بڑھ کر وقیع قرار دے رہے ہیں؟

(۲) مولوی محمد احسن صاحب کی دوسری شہادت ہم ان کا وہ خط پیش کرتے ہیں۔ جو انہوں نے ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں بھیجا۔ اور جس کا ہو بہو عکس ۸۔ اگست ۱۹۱۶ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں غیر مبایعین کو آلِ فرعون قرار دیا گیا ہے۔ اور خاصکر مولوی محمد علی صاحب کو شیطان اور فرعون ٹھہرایا گیا ہے۔ اس شہادت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا کیا خیال ہے۔ کیا اس کے متعلق بھی وہ یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ کسی مامور کی الہام کے ذریعہ شہادت اسقدر وقیع نہیں ہو سکتی۔ جسقدر یہ شہادت ہے۔ "جو اللہ تعالےٰ نے حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے قلم اور زبان سے ادا کرادی ہے"

تیسری شہادت جو اس وقت ہم پیش کرنا چاہتے ہیں وہ مولوی محمد احسن صاحب کی سنہ ۱۹۱۰ء کے سالانہ جلسہ کی تقریر ہے۔ جسمیں انہوں نے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کا مصداق حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو قرار دیا تھا۔ اور آپ پر اعتراض کرنے والوں کو فرعون ٹھہرایا تھا۔ چنانچہ اصل الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"ان الہامات میں سے ایک یہ بھی الہام تھا کہ انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلا الخ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق ہے جو مسیح موعود کے بارے میں ہے کہ یتزوج ویولد لہ۔ یعنی آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں منجملہ ذریت طیبہ کے۔ اس تھوڑی سی عمر میں جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا۔ لو سنا یا ہے۔ اور جسقدر معارف اور حقائق بیان کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں۔ اب کوئی شخص انہیں معمولی سمجھے۔ اور کہے یہ لوگوں کے بچے ہیں ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں۔ اور فضیلت کو دیتے پھرتے تھے۔ تو یاد رہے کہ یہ فرعونی خیالات ہیں۔ چنانچہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ سے یہی کہا تھا۔ الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین۔ کیا تو نے ہمیں میں تیری پرورش نہیں کی۔ اور تو اپنی عمر کے کتنے سال یہاں نہیں رہا۔ اور تو نے وہ کرتوت کیا جو کیا۔ الغرض فرعون کی نعمت کہ ... میرے بھائیو ایسا خیال کسی کے دل میں آئے تو استغفار پڑھے کیونکہ فرعون کا برا انجام ہوا۔ ہم تم کو سمجھاتے ہیں۔" (ضمیمہ اخبار بدر ۲۲ جنوری ۱۹۱۱ء)

کیا مولوی محمد علی صاحب ان شہادتوں کو درست اور صحیح تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر تیار ہوں تو اعلان کریں۔ اور اگر نہیں تو ثابت ہو گیا کہ ان کا مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت کو ایک مامور من اللہ کی شہادت کے برابر قرار دینا محض دوسروں کو دھوکہ دینے کیلئے ہے اور وہ خود مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت کو ایک معمولی درجہ کے مومن کی شہادت جتنی وقعت دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔

مولوی محمد احسن صاحب کی مذکورہ بالا شہادتیں تو وہ ہیں۔ جو قبل ازیں بھی پیش کی جا چکی ہیں۔ لیکن ذیل میں ان کے اپنے قلم کی لکھی ہوئی ایک ایسی شہادت پیش کی جاتی ہے۔ جو اس لحاظ سے کہ آج تک پیش نہیں کی گئی۔ بالکل نئی ہے۔ اور اس لحاظ سے کہ اس میں جا بجا آیات قرآنی سے استدلال کیا گیا ہے۔ بہت اہمیت رکھتی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کو چاہیئے کہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں۔ اور اگر وہ اپنے قول کے سچے ہیں۔ تو اس شہادت میں ان کے متعلق مولوی محمد احسن صاحب نے جو فیصلہ دیا ہے۔ اس کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیں۔ مذکورہ بالا شہادت حسب ذیل ہے:-

"چونکہ خاکسار پیغام والوں کے مضامین کو محض یاوہ گوئی اور لغو سمجھتا ہے۔ بدیں وجہ ان کے جواب کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتا۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ علاوہ یہ کہ اخبار الحق۔ الحکم۔ تشحیذ اور الفضل وغیرہ ان کا ایسا استیصال کر رہے ہیں کہ کچھ بھی ضرورت نہیں کہ خاکسار ان کے رد کی طرف توجہ کرے۔

چو کارے بے فضول من بر آید
مرا در وے سخن گفتن نشاید

اب چونکہ آپ نے ان کے بعض جواب کی طرف تحریک فرمائی ہے لہذا کچھ تحریر کرتا ہوں۔

سوال۔ فاضل امروہی نے اپنے خطوط میں ایم۔اے کی بڑی فضیلت تحریر کی ہے۔

الجواب۔ افسوس کہ پیغام والوں کو اتنی سمجھ بھی نہیں کہ کسی شخص کی مدح و ذم خواہ الہامات میں ہی وارد ہو۔ اس کے حالات موجودہ ہی کے اعتبار پر ہوتی ہے۔ ہاں البتہ کسی شخص کے خصائص جو نبی کے الہامات میں بطور پیشین گوئی کے نازل ہوئے ہوں تو ان کے مصداق کا وقوع ہونا ضروریات سے ہوتا ہے۔ ورنہ وہ نبی دعوے نبوت میں صادق نہ ہوگا۔ لیکن وہ مدح و ذم کسی شخص کی جو بلحاظ حالات موجودہ کے ہے وہ بلحاظ آئندہ حالات کے نہیں ہو سکتی۔ اس کی نظائر قرآن مجید میں موجود ہیں۔ ان چند سطور میں ایم۔اے کے حالات کو چند آیات ذیل کے ساتھ منطبق کرتا ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ واتل علیہم نبا الذی اٰتیناہ اٰیاتنا۔ ظاہر ہے کہ ایم۔اے صاحب ہداہ اللہ تعالیٰ الی الصراط المستقیم تفسیر قرآن مجید اور اس کی آیات کی زبان انگلش میں کر رہے تھے۔ اور یہ فضیلت ایسی تھی۔ جو جماعت احمدیہ میں اور کسی کو حاصل نہیں تھی۔ اور نیز ریویو آف ریلیجنز میں ان آیات کی تفسیر بھی لکھتے تھے۔ جو صداقت سلسلہ احمدیہ کی پورے طور پر ان سے ہوتی تھی۔ اور حضرت اقدس کے الہامات جو وہ بھی آیات الٰہیہ میں سے تھے۔ ان کو شائع کرتے تھے یہ فضیلت بھی انہیں کو حاصل تھی۔ جیسا کہ میں نے اپنے خط میں اس کو لکھا تھا۔ لیکن فانسلخ منہا۔ جبکہ خلیفۃ المسیح کی وفات کا زمانہ قریب آگیا تو ایک دم میں ان تمام فضائل سے ایسے علیحدہ ہو گئے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر کوئی تعلق باہمی نہیں رہتا چنانچہ آیت استخلاف کو جس کو حضرت اقدس نے متعدد رسالوں میں تحریر فرمایا ہے۔ بالکل نسیاً منسیاً کر دیا۔ قل اللہ ثم ذرھم کی وہ تحریف کی۔ جس سے نیچریوں اور دہریوں کے بھی کان کاٹے۔ حضرت اقدس کے تمام الہامات کو خصوصاً ان الہامات کو جن میں پسر موعود کی پیشگوئیاں اور فضائل مندرج تھے۔ رد کر دیا۔ اور ایسی تکذیب کی جو معاندین مسیح موعود نے بھی ویسی نہیں کی تھی۔ جو کچھ پڑھا تھا نسیاً نسیاً تھے وہ سب ایکدم میں بھلا دیا۔ حضرت کے ان دعاوی کو جو متحدیانہ کئے گئے ہیں جن کا مقابلہ کبھی مخالف بیرونی اور اندرونی سے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکا۔ ان سب دعاوی پر پانی پھیر دیا۔ دیکھو اعلان مرزوی اور مضامین پیغام کو یہ کیوں ہوا۔ جواباً ارشاد ہوتا ہے کہ فاتبعہ الشیطان یعنی یہ مغرور ہوتا تھا۔ کیونکہ جب تمام آیات و نشانات الٰہیہ رحمانیہ سے منسلخ ہو گیا۔ اس لئے اتبعہ الشیطان کا وقوع ہونا ہی ضروریات سے ہے۔ کیونکہ شیطان کو قرآن مجید کے آخر میں وسواس خناس فرمایا گیا ہے۔ اب دیکھو پیغام وغیرہ کو جس کے مضامین سوائے وسواس خناس

کے اور کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ فکان من الغاوین یعنے امیر الباغین ہو گئے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بسبب ان فضائل مذکورہ کے ان کے درجے بلند فرما دیتا لیکن کیا کیجئے۔ وہ تو ایسے پستی کی طرف مائل ہو گئے کہ تمام مخالفین ارضی جو سلسلہ احمدیہ کے ہیں ان میں شامل اور داخل ہو گئے۔ جن کو ہمیشہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء زمینی فرمایا کرتے تھے۔ اور کبھی طرح کا تعلق جماعت احمدیہ اور سلسلہ احمدیہ آسمانی کا ان مخالفین زمینی لوگوں سے نہیں تھا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اور سبب اس کا صرف ہوائے نفسانی تھا۔ جو ان کے دماغ میں مدت چھ سال سے مرکوز تھی۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ۔ اب ظاہر کہ خاکسار کو اس اون کی ہوائے نفسانی کا زمانہ سابق میں علم کیونکر ہو سکتا تھا۔ جو اون کے دماغ میں مرکوز تھی۔ اور ان ظاہری فضائل کے سبب ان کے فضائل مذکورہ کا قائل ہو گیا تھا۔ جو ہر دو خطوں میں مذکور ہیں۔ کیونکہ جب کبھی میں نے بعض امور متنازعہ فیہا کی نسبت اون سے اصلاح کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے بحلف بیان کیا کہ میں تو تمام خاندان نبوت خصوصاً صاحبزادہ صاحب کی نسبت نہایت درجہ کی تعظیم و تکریم کرتا ہوں۔ اور کسی طرح کی سوء عقیدت مجھے اون سے نہیں ہے۔ اور اب تک ان کا حال قریب قریب ایسا ہی ہے کہ دعویٰ احمدیت بھی چلا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سلسلہ احمدیہ بلکہ صدر انجمن احمدیہ کے استیصال کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ کجا دعویٰ احمدیت اور کجا ان کی تحریرات اور مضامین پیغام کے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

بعینہٖ قال اللہ تعالیٰ۔ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث۔ غور فرمانے کی جگہ ہے کہ کیا کسی نے اون پر جبر کیا تھا۔ جو انہوں نے مرکز قادیان کو خود بخود ترک کر دیا۔ بلکہ ادھر سے کوشش کی گئی۔ اور اب تک کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مرکز کو ترک نہ کریں۔ مگر کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسبت فرما چکا ہے۔ ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث مثل مشہور ہے کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا ہوا نہ گھاٹ کا یا اس آیت کے معنے یوں کہیئے کہ منکرین خلافت جب اون پر یہ بوجھ ڈالنا چاہتے ہیں کہ براہین حقہ خلافت حضرت فضل عمر کا آپ کچھ جواب لکھیں۔ تو ایسے لغو مضامین تحریر فرماتے ہیں کہ نقل بھی اونکو رد کرتی ہے اور عقل بھی دھکے دیتی ہے۔ یہ ہے۔ ان تحمل علیہ یلھث۔ اور اگر ذمہ واری جوابوں سے ان کو سبکدوش رکھا جاوے۔ تب بھی وہ خود بخود کچھ نہ کچھ فرماتے رہتے ہیں۔ مگر ایسے ہی اقوال جن سے سلسلہ احمدیہ کا استیصال کرنا چاہتے ہیں۔ واللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون یہ ہے مراد او تترکہ یلھث کی۔ اگر کوئی صاحب لکھیں کہ یہ حال تو اس شخص کا ہے جو ایک ولی کامل مستجاب الدعوات صاحب آیات حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا۔ اور پھر وہ بمقابلہ حضرت موسیٰ کے مرتد ہو گیا تھا۔ اور بعض مفسرین نے ان آیات کا مصداق امیہ بن الصلت کو لکھا ہے۔ جو ایک بڑا علامہ موحد شاعر ماہر ادیب کامل آنحضرت صلعم کے وقت میں تھا۔ اور چونکہ اس نے کتب بے بل کو پڑھا تھا۔ اسلئے وہ سید المرسلین کی بعثت کا بڑا منتظر تھا۔ اور یہ بھی اوس کا خیال تھا کہ اغلب ہے کہ میں ہی وہ نبی ہو جاؤں۔ کیونکہ ایسی فضیلتیں مجھ میں بھی موجود ہیں۔ مگر جب آنحضرت صلعم نے دعویٰ رسالت کیا۔ تو پھر وہ مرتد ہو گیا۔ مفسرین نے ان آیات کو صرف ان دو شخصوں کے حق میں لکھا ہے۔ سلسلہ احمدیہ میں ایسے شخص کا موجود ہونا کہاں لکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ خود اس کا جواب ارشاد فرماتا ہے کہ یہ مثل عام ہے کائناً من کان واین کان کما قال اللہ تعم۔ ذلک مثل القوم الذین کذبوا بایاتنا فاقصص القصص لعلھم یتفکرون۔ بلعم کے حالات میں یہ بھی لکھا ہے کہ فلم یبق لہ الا المکر والخدیعۃ والحیلۃ۔ یہی حال بعینہ پیغام والوں اور ان کے امیر کا ہے کہ بجز حیلہ اور بہانہ کے کوئی حجت اور برہان ان کے پاس موجود نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہ مثل منکرین کو بہت بری لگے گی۔ مگر کیا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایسی حالت میں اس کی تلاوت کو بصیغہ امر ہم پر واجب کرتا ہے کہ واتل علیھم۔ اور خود ارشاد فرماتا ہے کہ ساء مثلا القوم الذین کذبوا بایاتنا وانفسھم کانوا یظلمون جبکہ ایسے ایسے ظلم کے خود وہی مرتکب ہوئے ہیں تو ہمارا کیا قصور ہے کہ اس مثل کے مصداق کو بیان کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم کو امر فرماتا ہے کہ فاقصص القصص لعلھم یتفکرون۔ اور ایسے فضیلت والوں کی ضلالت کو بعید نہ سمجھا جاوے۔ کیونکہ ہدایت اور ضلالت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف میں ہے کسی کو اپنے علم اور فضائل اور خدمات پر گھمنڈ کرنا ہرگز نہ چاہیئے۔ کما قال اللہ تعالیٰ من یھدی اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولٰئک ھم الخاسرون۔ پس سلسلہ احمدیہ جو بروز سلسلہ موسوی اور سلسلہ محمدیہ کا ہے۔ ایسے صاحب فضیلت کے ارتداد کا وقوع بھی ضروری تھا۔ جو واقع ہوا۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات واتینا عیسی ابن مریم البینات وایدناہ بروح القدس ولو شاء اللہ ما اقتتل الذین من بعدھم من بعد ما جاءتھم البینات ولکن اختلفوا فمنھم من اٰمن ومنھم من کفر ولو شاء اللہ ما اقتتلوا ولکن اللہ یفعل ما یرید۔

رسالہ مصلح موعود پیغام والوں کا بہت جلد روانہ فرمایا جاوے۔ دو ماہ سے خاکسار بعوارض گوناگوں مبتلا ہے۔ نماز بھی کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی۔ آپ کی بیماری اور آپ کے بچہ کی ازالہ مرض کے لئے دعا کرتا ہوں۔ برخوردار محمد یعقوب کی طبیعت چند عرصہ سے ناساز ہے۔ والحمد للہ علی کل حال۔ یہ خط بدشواری تمام اپنے ہی قلم سے لکھا ہے۔ مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۱۴ء۔ السید محمد احسن عفی اللہ عنہ۔

بحضور حضرت خلافت مآب جناب فضل عمر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس شہادت میں جو کچھ مذکور ہے اسکے متعلق ہمیں کسی تشریح و توضیح کی ضرورت نہیں کاش کہ مولوی محمد علی صاحب اس سے فائدہ اٹھائیں اور خود مولوی محمد احسن صاحب اپنے قلم سے نکلے ہوئے ان الفاظ پر غور کریں اور دیکھیں کہ پہلے انکی کیا حالت تھی اور اب کیا ہے اور پہلے انکا قدم کس مقام پر تھا اور اب کدھر اٹھ رہا ہے ؎

# حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے

## ایک شیعہ صاحب کے نام خط

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے جو خط درج کیا جاتا ہے۔ وہ ایک شیعہ صاحب کے اس خط کے جواب میں ہے۔ جس میں انہوں نے حضور کو لکھا۔ "میرا گھرانہ اور میں نہایت سختی سے شیعہ مذہب کے پابند ہیں۔ گو میرے بیرونی خیالات مجھے ایسا کرنے سے روکتے ہیں۔ مگر میرا اندرونی وجدان عریضہ تحریر کرنے پر مجھے مجبور کرتا ہے اور روحانیت کا تقاضا ہے کہ میں عریضہ تحریر کر رہا ہوں۔ میں ایک سخت گرداب مصیبت میں ہوں اور کفار کے حملوں کا آماجگاہ ہوں۔ امید ہے کہ حضور میرے لئے نہایت خلوص دلی اور پوری توجہ سے دعا کریں گے۔ مجھے پورا یقین ہے۔ اور واثق اعتقاد ہے کہ آپ کی دعا میرے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اور میری تمام روحانی اور جسمانی تکالیف دور ہو جاوینگی۔ نیز احمدیہ جماعت کو پسند کیا ہے اور میں آپ کی بیعت کرنے پر تیار ہوں اگر حضور والا میرے مندرجہ ذیل عقاید کو بدلنے کی کوشش نہ فرماویں۔ میرے احمدی ہونے پر میرے گھرانے کے چالیس نفوس بھی احمدیت کو اختیار کرینگے۔ امید ہے کہ حضور انور میرے عریضے کا غور سے مطالعہ فرماوینگے۔ مندرجہ ذیل اعتقادوں کو میں بدل نہیں سکتا۔ اگر حضور مجھے ان عقائد پر رہنے دیں۔ تو میں احمدی ہو سکتا ہوں۔ ان عقائد کو میں نے بڑی تجسس و غور و فکر سے دیکھ کر صحیح پایا ہے

(۱) میرا اعتقاد ہے کہ رسول علیہ السلام کے بعد حضرت علی علیہ السلام تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ تھے اور سب مومنوں کے مولا اور سب سے اولا تھے

(۲) اہلبیت رسول کا درجہ تمام صحابہ سے خواہ ابوبکر ہوں یا عمر اعلیٰ ہے۔

(۳) امیر معاویہ کو میں نہایت ہی برا جانتا ہوں اس کا نام تک لینا پسند نہیں کرتا۔ میرے نزدیک وہ دائرہ صحابیت سے نکل گیا ہے۔ کیونکہ وہ قاتل حسن ہے اور وہ جناب امیر علیہ (السلام) پر بر سر ممبر لعنت کرتا رہا ہے جو نفس رسول تھے۔ علاوہ ازیں اس کے افعال سے دل لرزتا ہے۔ اور خلیفہ وقت کا باغی تھا۔ اہلبیت رسول کا حقیقی دشمن تھا۔

(۴) جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کا غم کرنا میرے عقاید کا خاص جزو ہے۔

(۵) جو دشمن رسول ہے اور رسول کی آل و اولاد کا دشمن ہے۔ وہ بیشک مورد لعنت ہے۔

(۶) میں صحابہ کو سب و شتم نہیں کرتا اور نہ میرا وجدان قلبی اسے قبول کرتا ہے۔"

اس خط کا حسب ذیل جواب دیا گیا۔ (ایڈیٹر)

عزیز من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ تمہارے خط کے مطالعہ سے سعادت مندی کی خوشبو آتی ہے۔ اور تمہاری شجاعت قلبی کا پتہ لگتا ہے کہ جس بات کو تم حق سمجھتے ہو۔ اس کے قبول کرنے اور اظہار کرنے میں کسی لومۃ لائم کی پروا نہیں کرتے۔ عزیز من! انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کسی شخص کا میری بیعت میں آنا اس غرض کے لئے کہ میرے مریدوں کی تعداد بڑھے۔ اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے مجھے دنیاوی وجاہت حاصل ہو یہ ایک نہایت ادنیٰ اور نا قابل التفات خیال ہے۔ میری بیعت میں جو شخص آتا ہے۔ اور جس کو میں اپنی طرف بلاتا ہوں۔ اس میں صرف یہ غرض ہوتی ہے کہ وہ فیوض روحانیہ اور وہ وحدت ملی۔ جو اہل اسلام کے اختلافات کے باعث مفقود ہو چکی تھی۔ اس کو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم کے ماتحت حضرت مسیح موعود کے وجود باجود کے ذریعہ سے پھر دنیا میں قائم کرنا چاہا ہے۔ سوائے عزیز اگر حضرت مسیح موعود کا صدق آپ لوگوں پر کھل گیا ہے تو جو شخص کہ ایک خدا تعالیٰ کی طرف سے آنیوالے کو شناخت کر لیوے۔ اس کا فرض یہ ہے کہ اپنے عقائد اور اعمال کو اس کے عقائد اور اعمال کے ساتھ ملا کر درست کرے۔ کیونکہ لوگوں نے اپنے عقائد اور اعمال میں اپنے اختلاف سے جو عقائد فاسدہ اور اعمال ناروا اپنے مذہب میں داخل کر لئے تھے۔ ان کے پرکھنے کے لئے کھوٹے اور کھرے کو الگ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کا مامور حضرت امام مہدی بطور معیار اور کسوٹی کے ہے۔ پس آپ لوگ جبکہ بیعت میں آنے کے لئے تیار ہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام کی سچائی آپ کے دل میں اتر چکی ہے تو اب آپ کی کوشش تو یہ ہونی چاہیئے تھی کہ آپ یوں سوال کرتے کہ خدا تعالےٰ کے مامور نے میرے ان عقائد کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا ہے تا کہ ان کو میں اختیار کروں اگر انسان پہلے سے ہی یہ فیصلہ کر لیوے کہ میں فلاں فلاں اعتقاد پر جا رہوں گا۔ خواہ یہ عقاید خدا تعالیٰ کی طرف سے آنیوالے امام کے عقائد کے خلاف ہوں۔ بایں وہ بیعت پر بھی تیار ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بیعت کے مفہوم کو نہیں سمجھا۔ یہ یاد رکھو کہ میری بیعت میری نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کی۔ اور ان کی بیعت اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی . . . . .

. . . . . . . . . . . بیعت ہے۔ اس لئے آپ کو یوں سوال کرنا چاہیئے تھا کہ میں آپ کی بیعت میں آ کر کس کس عقیدے پر قائم رہوں اور کس کس کو چھوڑوں۔

ذیل میں آپ کے ان عقاید کے متعلق جوابات ہیں جن میں آپ غور کریں:-

آپ کا پہلا اور دوسرا سوال کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت النبی علیہ السلام سب صحابہ سے افضل ہیں خواہ ابوبکر ہوں یا عمر۔ اس عقیدے کی قرآن کریم میں کوئی تصریح نہیں۔ نہ حضرت علی اور اہل بیت کے بزرگوں سے یہ امر ثابت ہے۔ یہ آپ کی ایک رائے ہے۔ جس کے وجوہات آپ نے نہیں لکھے۔ اگر لکھتے تو ان پر غور ہو سکتا تھا۔ ہمارے نزدیک یہ لوگ نہایت قابل احترام ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمدؐ است

ان کی افضلیت دو طرح سے ہو سکتی ہے۔ اول یہ کہ خدا تعالیٰ

کے نہایت مقرب اور محبوب ہوں۔ دوسرا یہ کہ خدمت اسلام انہوں نے اوروں سے بڑھ کر کی ہو۔ خدا تعالیٰ کی محبوبیت کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ جب تک کہ خدا تعالےٰ خود نہ بتلائے۔ کہ یہ میرے سب سے زیادہ محبوب و مقرب ہیں اسلئے افضل ہیں۔ نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اسلام کی کوئی خاص ایسی خدمت کی ہے جس سے ابوبکرؓ و عمرؓ اور دیگر کل صحابہ محروم رہے ہے۔ اسلئے افضلیت کو عقیدہ بنانا ضروری نہیں۔ کیونکہ عقائد کا مدار کھلی دلیل پر ہونا چاہیئے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ اور حضرت امام حسین سے افضل قرار دیا ہے۔ جو الہام الٰہی اور کھلے کھلے دلائل سے ثابت ہے۔

آپ کا تیسرا اور پانچواں سوال کہ امیر معاویہ کو برا جانتا ہوں اور رسول اور اہل بیت کے دشمنوں کو مورد لعنت جانتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو رسول اور اہل بیت کے دشمن ہیں۔ وہ مورد لعنت ہیں۔ اور امیر معاویہ جب تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے ایام میں رہا۔ باغی تھا۔ لیکن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو کہ جانشین حضرت علی تھے۔ اس سے صلح کر لی۔ اور اسے بغاوت کے گڑھے سے نکال لیا۔ تو اب اس کو بغاوت کے الزام میں ماخوذ کرنا درست نہیں۔ کیونکہ وہ زندگی میں ہی بغاوت سے نکل چکا تھا۔ باقی امام حسن علیہ السلام کا قاتل ہونا یہ ثابت نہیں۔ اگر ثابت ہو تو واقعی معاویہ کے متعلق جو آپ خیال رکھنا چاہیں رکھیں ۔

آپ کا چوتھا اور چھٹا سوال کہ غم حسین علیہ السلام میرے عقاید کا جزو ہے۔ اور صحابہ کو سبّ و شتم نہیں کرتا۔ غم کسی شخص کے عقائد کی جزو نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ایک قلبی کیفیت ہے۔ جو کہ صدمہ کے بعد قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ جوں جوں اس صدمہ کا احساس کم ہوتا ہے۔ اور دور ہوتی جاتی ہے۔ تو غم غلط ہو جاتا ہے۔ پس اگر آپ کی ہر وقت یہ کیفیت ہے۔ تو اللہ تعالےٰ سے دُعا و صبر کریں۔ اور اگر محرم کے دنوں میں بعض رسومات کے ماتحت غم پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ بناوٹ اور تکلف ہے۔ اس سے پرہیز کریں اور اگر آپ کے دل میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے فوت ہو جانے کا غم ہے۔ تو باقی ائمہ اہل بیت بھی فوت ہو گئے ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء بھی دنیا میں نہیں رہے تو آپ کو ان کا غم کیوں نہیں۔ کیا حضرت امام حسین اگر مرتبہ شہادت کو حاصل نہ کرتے۔ تو پھر ہمیشہ دنیا میں زندہ رہتے۔ اور جنھوں نے میدان کربلا میں شہادت نہیں پائی۔ وہ ہمیشہ زندہ رہے ہیں۔ بلکہ وہ جس نے شہادت پائی ہے۔ وہ تو ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون فرحین۔ ترجمہ۔ ان لوگوں کے متعلق جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں۔ یہ گمان بھی نہ کرو کہ یہ مر گئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔ خوش ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ اپنے دل کو تسلی دیویں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام بوجہ شہادت کے ہمیشہ زندہ اور خوش ہیں۔ آپ کے دل کو کیوں غم ہوتا ہے باقی آپ کا صحابہ کو سبّ و شتم نہ کرنا کوئی بہادری نہیں شریف آدمی تو کسی کو بھی سبّ و شتم نہیں کرتا۔ شریف تو کسی کی خوبی کا اظہار کرتا اور بُرائی سے چشم پوشی کرتا ہے۔ پس آپ کو چاہیئے کہ صحابہ کی تعریف کریں ان کے لیئے دعا کریں ۔

آخری بات یہ ہے کہ ہم کسی کے ایسے عقائد کو نہیں بدلتے۔ جو معقول اور منقول سے ثابت ہوں۔ بلکہ وہ عقائد تو ہم خود اختیار کرتے ہیں۔ اور ایسے شخص کے ہم شکر گزار ہوتے ہیں۔ جو سچا اور صحیح عقیدہ ہمارے سامنے پیش کرے۔ ہمارا کام حق قبول کرنا اور حق منوانا ہے۔ اور یہی غرض ہماری بیعت کی ہے۔ اس لئے آپ کو یہ خطرہ دامنگیر نہ ہو کہ سلسلہ احمدیہ میں آکر آپ کو صحیح عقاید چھوڑنے پڑینگے۔ کیونکہ سلسلہ احمدیہ کا کام ہی یہ ہے کہ صحیح عقائد کو اختیار کریں۔ اور ان کو پھیلا دیں۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمدؐ

---

## قول حضرت مسیح موعود

”جوش والا آدمی درست ہونے کے لائق بہت ہوتا ہے مگر منافق نہیں ہوتا“ البدر جلد ۱ نمبر ۱ صفحہ ۷ کالم ۳

---

# مسٹر ساگر چند احمدی بیرسٹر ایٹ لا کا تازہ خط۔

جناب اڈیٹر صاحب ”الفضل“ - تسلیم

منصلہ ذیل خط برائے اندراج الفضل روانہ کیا جاتا ہے

### لارڈ سڈنہم سے ملاقات

پچھلے ہفتہ میری ملاقات لارڈ سڈنہم سے ہوئی جو کہ ایک وقت میں بمبئی کے گورنر رہ چکے ہیں۔ میں نے لارڈ سڈنہم کے برخلاف بہت کچھ سُنا تھا۔ اور اخباروں میں پڑھا تھا۔ اور قریباً سب ہندوستانی طالب علم ان سے زہر کی طرح نفرت کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے رہنما حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ ہمیں چاہیئے کہ سوائے ان لوگوں کے جو کہ اللہ تعالےٰ کے دشمن ہوں اور کسی سے ہم دشمنی نہ رکھیں۔ میں ان سے ملنے گیا تاکہ انکو بھی حضرت صاحب کا پیغام سنا دوں۔ جیسا کہ میری عادت ہے۔ کہ ہر شخص کو سنا دیتا ہوں۔ وہ مجھ سے نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ ہاتھ ملانے کے بعد کمرے میں سب سے عمدہ کرسی مجھے بیٹھنے کو دی۔ اور فرمایا کہ میں ہندوستان کا بھلا چاہتا ہوں۔ البتہ تمام طاقت اونچی ذات کے لوگوں کے ہاتھ میں دینے کی بجائے میں چاہتا ہوں کہ زراعت پیشہ اور نیچ ذات کے حقوق محفوظ رکھے جائیں اور فرمایا۔ کہ چونکہ اہل ہند نے اس جنگ میں بڑی قربانیاں کی ہیں۔ جرمن مشرقی افریقہ اور میسوپوٹامیہ کی زمین تارک الوطن ہندوستانیوں کو نوآباد ہونے کے لئے دے دی جانی چاہیئے۔ اور احمدؑ کی تعلیم اور پیشگوئیاں سُنکر بہت خوش ہوئے۔ اور کہا کہ موجودہ تعلیم جو ہندوستان میں دیجاتی ہے۔ اس کا ایک نقص یہ ہے کہ اس میں مذہبی تعلیم شامل نہیں۔ جس سے بہت سے تعلیم یافتہ ہندوستانی دہریہ خیالات کے ہو گئے ہیں۔

ٹرکی کی بابت فرمایا کہ ہم انگریز ہمیشہ ٹرکی کے دوست رہے ہیں۔ لیکن ٹرکی جرمن کی مدد کے لئے جنگ میں شامل ہوا۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ ٹرکی

جنگ میں شامل نہ ہو ۔ اور اگر ٹرکی غیر جانبدار رہتا تو جنگ بہت جلد ختم ہو گئی ہوتی ۔ اور اسقدر ہندوستانی سپاہی مسپاٹیمیہ اور گیلی پولی میں نہ مارے جاتے ۔ پس ترکوں کی سلطنت کو اب جنگ سے پہلی طرح برقرار رکھنا مشکل ہے ۔

تب میں نے لارڈ سڈنہم کو ریویو آف ریلیجنز کی چند کاپیاں دیں ۔ جو کہ انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیں اور جو ایڈریس احمدیہ جماعت نے مسٹر مونٹیگو کو دیا تھا ۔ اس کی ایک کاپی جو میں لایا تھا ۔ دیکھ کر چند اور کاپیوں کی خواہش ظاہر کی ۔ جو کہ میں نے انہیں بھیجدیں اور نیز کہا کہ اگر تم پارلیمنٹ کمیٹی کے سامنے کچھ کہنا چاہو ۔ تو میں تمہاری اس معاملہ میں مدد کر سکتا ہوں ۔ نیز کہا کہ میرے دوست مفتی محمد صادق کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔ لارڈ سڈنہم نے کہا میں ان کی مدد کے لئے تیار ہوں ۔ تب میں ان سے ہاتھ ملا کر رخصت ہوا ۔

## ایتھیکل چرچ

اتوار کے روز میں لنڈن کے مشہور اخلاقی گرجا ( ایتھیکل چرچ ) میں چند انگریز دوستوں کے ساتھ گیا ۔ اس چرچ یا گرجہ والے لوگ عیسائی مت کی بہت سی باتوں میں یقین نہیں کرتے ۔ بلکہ ان کے خیالات ایک بڑی حد تک اسلام کے سے ہیں ۔ گرجہ میں سقراط ۔ گوتم ۔ بدھ اور امریکن پریزیڈنٹ لنکن (جس نے حبشی غلاموں کو آزاد کرایا) کی مورتیاں رکھی ہوئی تھیں ۔ اس گرجہ میں ان بتوں کی پرستش نہیں کی جاتی ۔ صرف عزت کے طور پر وہاں رکھ دی گئی ہیں ۔ وہاں چار پانچ دفعہ باجا بجایا گیا ۔ اور انگریزی اور امریکن اخلاقی نظمیں گائی گئیں ۔ بعد ازاں اخلاقی مذہب کے پادری نے ایک نہایت دلچسپ لیکچر دیا ۔ جس کا خلاصہ مختصر طور پر یہاں درج کرتا ہوں :۔

آج کا لیکچر دل کی تشخیص پر ہے یہ ایک نئی سائنس ہے ۔ جس کی بنیاد آسٹریا کے مشہور پروفیسر فرائڈ صاحب نے ڈالی ۔ اس کو انگریزی میں سائیکو اینلیسس Psycho-Analysis کہتے ہیں ۔ جس طرح ایکس کرنوں X Rays کی مدد سے انسان کے بدن کا ملاحظہ کیا جاتا ہے اسی طرح اس سائنس کی مدد سے انسانی دل کی تشخیص کر کے خراب خیالات کو ہٹا کر ان کی جگہ عمدہ خیالات دل میں ڈالے جا سکتے ہیں ۔ یہ خیالات مریض سے سوالات پوچھ کر اور خوابوں کے ذریعہ نیز ہپنوٹزم کے ذریعہ معلوم کئے جاتے ہیں ۔ انسانوں کو سزا دے کر یا ڈرا کر اچھا نہیں بنایا جا سکتا ۔ انسانوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہے ۔ کہ انسان کے اندر جو طاقتیں قدرت نے رکھی ہیں ۔ ان کو ابھارا جائے اور انکی کاشت کی جائے ۔ ( یہ سنکر میرے دل میں خیال اٹھا کہ عیسائی مت تو کہتا ہے انسان پیدائشی گناہ میں ہوا ۔ اور مسیح کے خون سے دھوئے جانے کے بغیر وہ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ پس یہ اخلاقی پادری یہ کہکر انسان کے اندر قدرت نے نہایت عجیب طاقتیں رکھی ہیں ۔ جن کی کاشت ہو سکتی ہے ۔ نادانستہ اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے ۔ )

بعد میں سوالات پوچھے گئے ۔ اور مختلف لوگوں نے کھڑے ہو کر چھوٹی چھوٹی تقریریں کیں ۔ ایک شخص جو کہ رومن کیتھولک مذہب کو چھوڑ کر اب اخلاقی گرجہ کو جانے لگا ہے ۔ کہا رومن کیتھولک مذہب میں ہر روز جا کر پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرنا جس کو انگریزی میں کنفیشن کہتے ہیں ۔ انسان کی سیلف ریسپکٹ کو ضائع کر دیتا ہے ۔ اور بعض عیسائی لوگ دیدہ دانستہ گناہ کرتے ہیں ۔ اس خیال سے کہ اگر بعد میں انہوں نے ان کا اعتراف کر لیا تو معاف ہو جائیںگے ۔

بعد ازاں میں نے بھی اٹھ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔ جن کو سامعین نے غور سے سنا ۔ اور پیچھے اخلاقی پادری صاحب کو ایک کاپی مسٹر فتح محمد سیال کے پمفلٹ بنام Inspiration یعنے الہام کی دیدی ۔ جو کہ انہوں نے شوق سے قبول کی ۔ ایک لیڈی کے ایک سوال کے جواب میں کہ اگر تمام خواب ہمارے پچھلے خیالات کا نتیجہ ہیں ۔ تو وہ خواب کیونکر ہمیں آتے ہیں ۔ جو آیندہ واقعات سے ہمیں خبردار کرتے ہیں ۔ پادری صاحب نے کہا کہ سائنس اس سوال کا جواب نہیں دے سکتی ۔

## حضرت مسیح موعود کی بشارت

آجکل میں جہاں جاتا ہوں انگریز لوگوں کو مسیح موعود سے جو اس زمانہ کے لئے نجات لیکر آئے تھے ۔ آگاہ کر دیتا ہوں ۔ اور خدا تعالے کے فضل سے جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا کا اثر ہے ۔ لوگ شوق سے سنتے ہیں ۔ چنانچہ اب پورا ہو رہا ہے ۔ وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ سے کیا تھا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

## خدا کی بیشمار برکتیں

جب سے میں جہالت کی زندگی چھوڑ کر اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے اس احمدؑ پر ایمان لایا ۔ جس کو الہام میں اللہ تعالےٰ نے ”اے میرے پیارے احمدؑ“ کے لقب سے پکارا ہے تب سے اللہ تعالیٰ کی مجھ پر اسقدر برکتیں ہو رہی ہیں کہ ع

جن کا مشکل ہے کہ تا روز قیامت ہو شمار

چنانچہ مسیح موعود کے الفاظ میں میں کہتا ہوں :۔

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار
کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینکدی جاتی غبار
اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

ہاتھ میں تیرے ہے ہر خسران و نفع و عسر و یُسر
توہی کرتا ہے کسی کو بے نوا یا بختیار

عزت و ذلت یہ تیرے حکم پر موقوف ہیں
تیرے فرماں سے خزاں آتی ہے اور باد بہار

تیرے آگے محو یا اثبات ناممکن نہیں
جوڑنا یا توڑنا یہ کام تیرے اختیار

ٹوٹے کاموں کو بنا دے جب نگاہ فضل ہو
پھر بنا کر توڑ دے اک دم میں کر دے تار تار

توہی بگڑی کو بنا دے توڑ دے جب بن چکا
تیرے بھیدوں کو نہ پاوے سو کرے کوئی بچار

تیری عظمت کے کرشمے دیکھتا ہوں ہر گھڑی
تیری قدرت دیکھ کر دیکھا جہاں کو مردہ وار

مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار

صدق کو جب پایا اصحاب رسول اللہ نے
اپنے مال و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے نثار

اے مرے پیارے ضلالت میں پڑی ہے میری قوم
تیری قدرت سے نہیں کچھ دور گر پائیں سُدھار

وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملت کے لئے
شعلے پہونچیں جسکے ہر دم آسماں تک بے شمار

خاکساری کو ہماری دیکھ لے دانائے راز
کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بیقرار

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کیطرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ و بچار

اب چونکہ میری پڑھائی ختم ہو چکی - اور میں بیرسٹر بن گیا ہوں - بہت سی فرصت ہوتی ہے - اور اکثر قرآن پڑھتا رہتا ہوں - اور یہاں لوگوں کو بھی کہتا ہوں کہ اگر وہ سچی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہوں تو قرآن شریف کا مطالعہ کیا کریں - حضرت مسیح موعود کا کلام ہے :-

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں

اُن پر خدا کی رحمت جو اُس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت

یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا

اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

در اصل یہ کتاب "در ثمین" نہایت ہی خوبصورت کتاب ہے - جو شخص اس کو بار بار پڑھے - وہ گناہ کی زندگی کو چھوڑ کر تھوڑے ہی عرصہ میں نیک اور خدا ترس بنجائے گا

## آیندہ کے لئے پروگرام

اب میں جلد ہندوستان کو واپس آنے والا ہوں میرا ارادہ گورداسپور میں پریکٹس کرنے کا ہے تاکہ حضرت صاحب سے دوری نہ ہو - میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بڑے زور سے حضرت احمدؑ کی سچائی کی تبلیغ کروں - کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں یہی فرمایا ہے - کہ جو سچائی تمہیں دیگئی - تم اس کو ہرگز مت چھپاؤ ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

اور دوم میں لوگوں کو سرکار برطانیہ کے راج میں ہم پر جو برکتیں ہوئیں ان سے فایدہ اٹھانے کی ترغیب دونگا - لوگ اِسبات کو بھول گئے ہیں کہ انگریزوں کے ہندوستان آنے سے پہلے ہم کیسی کیسی مصیبتیں جھیلتے تھے - اور انگریزوں کا ہم پر کسقدر احسان ہے - جسکا شکر کرنا ہر نیک شخص کا فرض ہے - ابھی تک بہت سی ریاستوں میں وہ مذہبی آزادی ہر شخص کو حاصل نہیں جو کہ انگریزی مقبوضات میں انگریزی راج کے شروع سے قائم ہے اور میں چونکہ دس سال سے زیادہ عرصہ تک انگلستان میں رہ چکا ہوں - خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ خدا نے جو ان لوگوں کو اسقدر طاقت دی ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ ساری دنیا میں اس قوم کے سوائے اور کوئی ایسی قوم نہیں - جو کہ اسقدر طاقت کو اس قدر سہولت اور بے غرضی سے استعمال کر سکے

پس اگر میرے اہل وطن کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ بجائے اسکے کہ اُن برکات کو جو اللہ تعالےٰ نے انگریزوں پر کیں دیکھ کر جلیں وہ اپنے تئیں بھی برکات کا مستحق ثابت کریں - اللہ تعالےٰ کے قانونوں پر عمل کریں - اور سچے دل سے دُعا کرنا سیکھیں - تب اللہ تعالیٰ کا فضل اُن پر ہوگا - اور ضرور ہوگا - لیکن اگر وہ دہریہ بنکر خدا کے اس پیغامبر کو حسد یا کسی اور وجہ سے گالیاں دینگے - جو کہ اس زمانہ میں ان کو روشنی دکھلانے آیا ہے تو سوائے اسکے اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ناراضی ان پر نازل ہو - اور ان کی مصیبتیں پہلے سے بھی بھاری ہو جائیں کیا کوئی اندھا اندھوں کو راستہ دکھا سکتا ہے - پس ہمارے پولیٹیکل لیڈر جو کہ خود اندھیرے میں ادہر اُدہر بھٹکتے ہیں - بھلا وہ قوم کو سیدھا راستہ کیونکر دکھا سکتے ہیں خدا کو خوش کرنے اور خدا سے انعام حاصل کرنے کا راستہ صرف وہ دکھا سکتا ہے - جس کو اسی مقصد کے لئے خدا تعالےٰ نے بھیجا - وہ کون تھا؟ لوگوں کو چاہیئے کہ اس کی تحقیقات کریں - اور اگر ان کے دلوں میں صدق ہوگا تو خدا کے فضل سے وہ ضرور آخر سچائی کو پائینگے اور بجائے مصیبت اور ضلالت کے کامیابی اور عزت ان کو اللہ تعالےٰ عنایت فرمائیگا -

آخر میں میں سب احمدیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خدا کے کام میں میری کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں - میں بھی سب احمدی برادروں کی خوشحالی اور ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعائیں مانگتا رہتا ہوں ؛

بندہ
ساگر چند - بیرسٹر ایٹ لاء - لنڈن

## حج کو روانگی اور درخواست دعا

عاجز حج مکہ کے لئے جاتا ہے احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ تبلیغ سلسلہ کی توفیق دے مصر کے تبلیغی حالات ڈاکٹر اعظم علی خانصاحب تحریر کرتے رہینگے - انشاء اللہ تعالیٰ باقاعدہ انجمن بنائی گئی ہے - پمفلٹ شائع ہونیوالے ہیں والسلام - عاجز عبدالکریم احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقا کی عادت تحریف

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے قلم سے)

ماہ جون ۱۹۱۹ء کے تشحیذ الاذہان میں میرے درس حدیث کے نوٹ شائع ہوئے ہیں۔ ان میں ایک حدیث کے متعلق ایک نوٹ کو توڑ مروڑ کر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء شور مچا رہے ہیں کہ اس میں ان کے قتل کا فتوےٰ دیا گیا ہے۔ حالانکہ کوئی شخص جو اردو زبان سے ذرہ بھی مس رکھتا ہو۔ اور جس کی آنکھیں تعصب سے اندھی نہ ہوں وہ اس عبارت کے وہ معنے نہیں کر سکتا۔ جو یہ لوگ کر رہے ہیں اور جیسا کہ میں ابھی ثابت کروں گا۔ ان کی یہ کوشش صرف ایک حکمت عملی کے ماتحت ہے۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہو گا۔ پچھلی شورش پنجاب کے موقعہ پر غیر مبایعین نے خاص طور پر شورش پسند لوگوں کے ساتھ حصہ لیا تھا۔ اور ان کی انجمن کے سکرٹری صاحب تو بریڈلا ہال کے اس جلسہ میں جس میں دہلی کے مقتولان بلوہ کی ہمدردی کا ریزولیوشن پاس کیا گیا تھا نہ صرف شریک تھے۔ بلکہ آخر میں تمام مجمع کو دعا بھی انہوں نے ہی کرائی تھی۔ اور پھر ننگے سر جلوس کے ساتھ بھی نکلے تھے۔ اسی طرح ان کے اور سربرآوردہ آدمی بھی ان کارروائیوں میں جو اندرون ہوئیں حصہ لیتے رہے گو لاہور سے باہر بعض جگہ کے لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کر کے اس شورش سے علیحدگی بھی رکھی ان کے مرکز کا شورش پسندوں سے اسطرح ہمدردی کرنا اور ان کے اخبار کا ان خیالات کو پھیلانا گو حد شورش تک نہ پہنچا ہوا ہو۔ اور اس قابل نہ ہو کہ اسپر سرکاری طور پر کوئی کارروائی کی جاوے۔ مگر جماعت احمدیہ کے اس قدیم روایہ کو بدنام کرنیوالا ضرور تھا۔ جو گورنمنٹ کے متعلق وہ ہمیشہ سے اختیار کرتی چلی آئی ہے پس ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے الفضل نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ سلسلہ کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اور جماعت احمدیہ اس کی ذمہ وار نہیں۔ کچھ آرٹیکل لکھے۔ چونکہ ان دنوں خاص طور پر گرفتاریوں کا سلسلہ جاری تھا۔ اور اپنے اعمال سے یہ لوگ ڈر رہے تھے۔ ان لوگوں کو طبعاً یہ خوف ہوا کہ اس سلسلہ مضامین کی وجہ سے ہم پر کوئی آفت نہ آوے۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ الفضل یہ مضامین اسی نیت سے لکھ رہا ہے حالانکہ الفضل کی اصل غرض صرف احمدیہ جماعت کے طریق عمل کی وضاحت تھی۔ ورنہ گورنمنٹ ناواقف نہیں۔ الفضل کے بتلانے کی اسے ضرورت نہ تھی لاہور کا ایسا مشہور واقعہ اس سے پوشیدہ نہ تھا اگر وہ پکڑنا چاہتی۔ تو بغیر الفضل کی اطلاع کے ان لوگوں کو پکڑ سکتی تھی۔ الفضل کا مدعا تو حاصل ہو گیا گورنمنٹ نے معلوم کر لیا کہ بعض لوگوں کا شورش پسندوں سے ہمدردی رکھنا ان کا ذاتی فعل تھا نہ کہ سلسلہ احمدیہ کا پسندیدہ عمل۔ مگر ان لوگوں کے دل میں یہ خلش باقی رہ گئی کہ گویا الفضل نے ان کو پھنسانا چاہا ہے اس خیال کو مدنظر رکھکر یہ اس موقعہ کی تلاش میں تھے۔ اور بعض لوگوں نے صاف صاف کہدیا تھا کہ الفضل نے اس طرح ہمارے خلاف مضامین لکھے ہیں وہ بھی اس کا نتیجہ دیکھ لینگے۔ تشحیذ الاذہان کے درس حدیث کے نوٹ کے شائع ہونے پر انہوں نے خیال کر لیا کہ یہ موقعہ بہت عمدہ ہے اور فوراً اسپر شور مچا دیا کہ اس میں مولوی محمد علی صاحب کے قتل کرنے کی دھمکی دی گئی ہے حالانکہ جیسا کہ میں ابھی ثابت کروں گا۔ اس نوٹ کے الفاظ سے ہرگز وہ مضمون ثابت نہیں ہوتا۔ جو یہ لوگ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

تشحیذ الاذہان کا وہ نوٹ جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے اسکی عبارت حسب ذیل ہے:-

"اور فرمایا (یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کہ خلیفہ ہو تو جو پہلا ہو اس کی بیعت کرو جو بعد میں دوسرا پہلے کے مقابل میں کھڑا ہو جائے۔ جیسے لاہور میں ہے تو اسے قتل کرو۔ مگر یہ قتل کا حکم تب ہے جب سلطنت اپنی ہو[ا] اب اس حکومت میں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔"
(تشحیذ الاذہان ماہ جون ۱۹۱۹ء صفحہ ۳۸)

---

[ا] یاد رہے کہ اس امر کے متعلق کہ سزا دینا صرف حکومت کا کام ہے۔ اصولی طور پر اور جگہوں پر بھی میں نے بیان کیا ہے جس سے ثابت ہے کہ میرے نزدیک زید یا بکر کا کسی شخص کو خواہ وہ مجرم ہی ہو۔ سزا دینا جائز نہیں بلکہ اس کا اتنا ہی کام ہے کہ مجرم کو حکومت کے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حوالہ اسپر شاہد ہے۔ یعنے اپنے خطبہ جمعہ ۲۰ فروری ۱۹۱۷ء میں بیان کیا تھا کہ:-

"جو شخص کسی کو قتل کرے اسکو قتل کر دیا جاوے۔ مگر قاتل کو کون قتل کر سکتا ہے۔ وہی جس کے ہاتھ میں قدرت نے سیاست دی ہے۔ لیکن اگر مقتول کے رشتہ دار قاتل کو قتل کرنا چاہیں۔ تو یہ ان کا سیاست میں دخل دینا ہو گا۔ جسکے برے نتیجہ سے وہ لوگ بچ نہیں سکتے ...... قانوناً اگرچہ قاتل قتل کیا جانا چاہیئے۔ مگر مقتول کے رشتہ داروں کو یہ حق نہیں کہ فوراً اس کو قتل کر دیں۔ ہاں وہ حکومت تک پہونچا دیں۔ حکومت جو سزا چاہے تجویز کرے" اور اس سے پہلے صفحہ ۶ کالم ۱ میں یوں لکھا ہے "اگر ہر ایک شخص سیاست حکومت میں دخل دے۔ تو اس کا نتیجہ نہایت خراب نکلتا ہے مثلاً اگر ایک شخص کسی کو قتل کر دے اور مقتول کا رشتہ دار قاتل کو قتل کر دے تو اسے گرفتار کر لیا جائیگا۔ اور اسپر مقدمہ چلایا جائیگا۔ اگرچہ گورنمنٹ بھی قاتل کو قتل ہی کرتی۔ مگر چونکہ اس شخص نے سیاست کو اپنے ہاتھ لیا ہے اس لئے گورنمنٹ اس شخص کو نہیں چھوڑیگی۔ اور ضرور سزا دیگی۔ اس کا کوئی حق نہ تھا کہ قاتل کو قتل کرتا۔ بلکہ اس کا فرض یہ تھا کہ اصحاب سیاست کے پاس جاتا اور تحقیقات کے بعد حکومت خواہ اس سے بھی سخت سزا دیتی۔ جو اس نے دی۔"
(دیکھو الفضل مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۱۷ء صفحہ ۶)

اس نوٹ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اس میں مولوی محمد علی صاحب کے قتل کی تحریک کی گئی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ درس حدیث میں ۱۹۱۴ء میں دیا کرتا تھا بعد میں بوجہ بیماری کے وہ سلسلہ ملتوی کرنا پڑا پس یہ نوٹ ۱۹۱۴ء کے درس سے لیا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اس پانچ سال کے عرصہ میں جماعت احمدیہ نے اس نوٹ کے کیا معنے لئے ہیں۔ تشحیذ الاذہان میں چونکہ کبھی کبھی صفحہ صفحہ دو دو صفحہ نوٹوں کے درج کئے جاتے تھے۔ اس لئے ۱۹۱۹ء میں اس میں یہ نوٹ شائع ہو سکا ہے۔ مگر اس سے پانچ سال پہلے ایک کثیر جماعت کے سامنے یہ بات بیان کی گئی تھی۔ اور ان لوگوں نے جن کے سامنے یہ بیان کی گئی تھی۔ اپنے طریق عمل سے اپنے کلام سے اپنے اِبیات کے کیا معنے لئے ہیں۔ یہی کہ جبکہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسوں پر نہایت بُرے طور پر ہماری جماعت کے لوگوں سے معاملہ کیا گیا ہمارے آدمی ہمیشہ عزت سے ان لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتے رہے ہیں۔

دوسری بات جو دیکھنے والی ہے یہ ہے کہ ان نوٹوں کا لکھنے والا ایک طالب علم ہے۔ جس کی عمر اسوقت سترہ اٹھارہ سال یا اس سے بھی کم تھی۔ اور بوجہ کم علمی کے وہ کچھ کا کچھ لکھ دیا کرتا تھا۔ چنانچہ درس حدیث کے نوٹوں میں متعدد جگہ نہایت مضحکہ انگیز باتیں چھپ گئی ہیں۔ پس نہیں کہا جا سکتا کہ اسنے صحیح مطلب لکھا ہو۔ چنانچہ اس کا یہ فقرہ کہ جیسا کہ لاہور میں خلیفہ ہے خود اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ اس نے پورے طور پر مضمون کو سمجھا نہیں یا یہ کہ فقرہ اسنے اپنے خیال سے میرے مضمون میں بطور تشریح داخل کر دیا۔ کیونکہ جیسا کہ واقعہ ہے۔ اور جیسا کہ میرے متعدد مضامین سے ثابت ہے نہ مولوی محمد علی صاحب خلافت کے قائل ہیں اور نہ بالمقابل خلافت کے مدعی۔ بلکہ ان کی حیثیت ایک انجمن کے پریزیڈنٹ کی ہے۔ اور یہ فرق ان میں اور مجھ میں ایسا بیّن ہے کہ متعدد دفعہ اس کا ذکر میری تحریر میں آچکا ہے۔ اور اسی پر میں نے کئی مسائل کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ الفضل مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۶ء میں میں نے اپنے ایک مضمون میں تحریر کیا ہے :-

"مولوی محمد علی صاحب تو خلیفہ نہیں نہ کسی جماعت کے امام ایک انجمن کے پریزیڈنٹ ہیں۔ جن کو امیر کا نام دیدیا گیا ہے"

پھر میں نے القول الفصل کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے۔ کہ غیر مبائعین مولوی محمد علی کو خود خلیفۃ المسیح نہیں کہتے۔

اسی طرح خود مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں وہ "حضرت مسیح موعود چونکہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہیں۔ اس لئے آپکے بعد خلافت کا سلسلہ نہیں چلتا نہ ہی اس اُمت میں نہ ہی پہلی اُمتوں میں سے کسی اُمت میں کبھی کسی خلیفہ کی خلافت کا سلسلہ ہوا ہے"

(ضمیمہ اخبار پیغام صلح جلد دوم نمبر ۲۳ مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۱۴ء مسمّٰی بہ میرے عقائد صفحہ ۴)

پس جبکہ میرے نزدیک مولوی محمد علی صاحب خلیفہ ہی نہیں اور نہ ان کا دعویٰ ہی خلیفۃ المسیح ہونے کا ہے۔ اور نہ وہ خلیفہ کا خلیفہ ہونا جائز سمجھتے ہیں۔ تو یہ "جیسا کہ لاہور میں ہے" کا فقرہ میری طرف کیونکر منسوب ہو سکتا ہے ضرور ہے کہ کاتب درس نے اپنے خیال سے یہ فقرہ بڑھا دیا ہے۔ چنانچہ خود ایڈیٹر تشحیذ الاذہان نے تشحیذ کے دوسرے ہی نمبر میں اس فقرہ کی تردید بھی کر دی ہے گو بعض خاص مطالب کے ماتحت مولوی محمد علی صاحب کے رفقاء نے اس کی طرف سے آنکھیں بند کر چھوڑی ہیں۔

اس امر کے بتا دینے کے بعد کہ اس نوٹ کی تحریر میں کاتب درس کی نو عمری اور ناتجربہ کاری کے باعث غلطی ہو گئی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر اس تحریر کو درست بھی سمجھ لیا جائے۔ تب بھی اس نوٹ کے وہ معنی نہیں نکلتے۔ جو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نکالتے ہیں۔ بلکہ ان کے بالکل برخلاف معنے نکلتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ تشحیذ الاذہان کی یہ تحریر بطور فتویٰ کے شائع نہیں ہوئی۔ بلکہ بخاری کی ایک حدیث کی تشریح ہے۔ جو درس بخاری کے دوران میں لازماً کرنی پڑی۔ اس حدیث میں بیان ہے کہ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خلفاء میں اختلاف ہو تو فوابیعۃ الاول فالاول یعنے جس کی پہلے بیعت ہو چکی ہو۔ اس کی بیعت پر سب قائم ہو جاؤ۔ پھر اس کی وفات پر جس کی بیعت سب سے پہلے ہو۔ اس کی بیعت پر سب قائم ہو جاؤ۔ اسی کی تفسیر میں ایک دوسری حدیث کا میں نے ذکر کیا ہے۔ کہ اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مدعی خلافت کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب اس سے یہ مفہوم کیونکر نکلا کہ مولوی محمد علی صاحب کے قتل کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ثابت ہے یا نہیں کہ اوّل خلیفہ کی بیعت کیجاوے اور بالمقابل جو خلیفہ ہو۔ اس سے معاملہ قتل کیا جاوے۔ اگر ہے تو یہ الزام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا یا مجھ پر۔ کیا حدیث پڑھاتے ہوئے کسی حدیث کا ترجمہ کرنا اور اس کے ہم معنی اور متعلق دوسری احادیث کا ذکر کرنا فتویٰ کہلاتا ہے کیا کسی عقلمند نے آج تک اس کا نام فتویٰ رکھا ہے یہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کا ترجمہ ہے جو حدیث پڑھاتے ہوئے کیا گیا۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اگر حدیث کی کتاب پڑھانے لگیں تو اس مضمون کی احادیث کو بغیر ترجمہ اور تشریح کے چھوڑ جاوینگے؟ اور کیا ان کے گھر یا کتب خانہ میں ایسی کوئی کتاب نہیں جسمیں یہ حدیث درج ہو۔ اور کیا اس کتاب کے ان کے گھر میں موجود ہونے کی وجہ سے یہ سمجھا جاویگا کہ انہوں نے مجھ پر کفر کا فتویٰ تیار کر کے رکھا ہوا ہے اگر میں حدیث کے پڑھانے کے سوا اس سوال پر کہ مولوی محمد علی صاحب سے کیا سلوک کیا جاوے یہ بات کہتا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جو بعد میں خلافت کا دعویٰ کرے اسکو قتل کر دو۔ اور میں مولوی محمد علی کی نسبت یہ بھی ثابت کرتا کہ وہ خلافت کے مدعی ہیں تب بیشک یہ ثابت ہوتا کہ میں دوسرے مدعی خلافت کے متعلق فتویٰ قتل دیتا ہوں اور اسکو مولوی محمد علی صاحب پر چسپان کرتا ہوں مگر محض کسی حدیث کے ترجمہ کر دینے سے یہ نتیجہ کیونکر نکال لیا گیا کہ مولوی محمد علی صاحب کے قتل کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ خصوصاً جبکہ میں صاف لکھتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب نہ خلیفہ ہیں نہ مدعی خلافت ؛

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء یاد رکھیں کہ کسی مسئلہ کے بیان کرنے سے ضروری نہیں کہ ہر ایک شخص پر اس پر

یک وقت میں اس کا اطلاق بھی ضروری یا جائز ہو۔ خلافت جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے شہادۃ القرآن میں لکھا ہے ہمارے عقیدہ کے رُو سے دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جسکے ساتھ حکومت ہو۔ اور ایک وہ جس کے ساتھ حکومت نہ ہو۔ جس خلافت کے ساتھ حکومت ہو یعنی خلیفہ بادشاہ بھی ہو۔ اس خلافت کے مقابلہ میں دعویٰ کرنیوالا چونکہ حکومت کے انتظام کو توڑنا چاہتا ہے اور لڑائی کی بنیاد رکھتا ہے۔ اس لئے شریعت کا حکم ہے کہ ایسے شخص کو قتل کیا جاوے۔ کیونکہ اگر اس شخص کو قتل نہ کیا جاوے تو ہزاروں مسلمانوں کے خون بے گناہ بہ جاوینگے۔ لیکن یہ حکم ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو ایسے خلیفہ کے مقابلہ کیلئے کھڑے ہوں جو بادشاہ نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں کی مخالفت کا نتیجہ مسلمانوں کی جانوں کا ضائع ہونا نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک تفرقہ رُوحانی اس کا نتیجہ ہوتا ہے پس ایسے دشمنوں کے مقابلہ میں رُوحانی مقابلہ کا ہی حکم ہے نہ کہ تلوار اُٹھانے کا۔ اسی حکم شریعت کی طرف مینے اپنے درس میں اشارہ کیا ہے کیا مینے صاف طور پر نہیں کہا کہ یہ قتل کا حکم تب ہے جب سلطنت اپنی ہو۔ کیا سلطنت سے بغاوت کرنیوالے اور اسکے مقابلہ میں اپنی حکومت کا دعویٰ کرنیوالے کی سزا قتل نہیں ہے کیا یہی قانون ابتدائے عالم سے اسوقت تک جاری نہیں کیا اسی برٹش گورنمنٹ کے مقابلہ میں اگر کوئی شخص بادشاہت کا مدعی ہو کر کھڑا ہو جاوے۔ اور ملک معظم کے مقابلہ میں اپنے آپکو بادشاہ منوائے تو گورنمنٹ برطانیہ کے عادل جج اسکو قتل کی سزا نہ دینگے۔ اور کیا یہ بے انصافی ہوگی ؛

جبکہ مینے صاف لکھا ہے کہ بادشاہ خلیفہ کے مقابلہ میں خلافت کے ادعا کی سزا قتل ہے (کیونکہ اس کے مقابلہ میں خلافت کا دعویٰ کرنیوالا بادشاہت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور چونکہ دو بادشاہ ایک حکومت میں نہیں رہ سکتے۔ اور لازماً اس دعویٰ سے کشت و خون کا بازار گرم ہوگا۔ اسلئے شریعت ایک کے قتل کا حکم دیتی ہے) تو پھر مینے متعلق اس نوٹ کو قرار دینا کہاں کا انصاف ہے اور جبکہ یہ قتل کا حکم بادشاہت کے دو بالمقابل دعووں پر ہے نہ کسی اور وجہ سے تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء غور کریں کہ کیا ہمارے اور انکے معاملہ میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں میں بادشاہت دنیاوی کا مدعی نہیں بلکہ گورنمنٹ برطانیہ کا دل سے خیرخواہ ہوں۔ اور میں اور میری جماعت گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ سے وفادار ہیں۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کیا مولوی محمد علی صاحب بادشاہت دنیاوی کے دعویدار ہیں کہ انکو اپنے قتل کی فکر پڑ گئی ہے۔ سلطان خلیفہ کے بالمقابل مدعی خلافت کے قتل کا ذکر سنکر مولوی محمد علی صاحب کا خوف زدہ ہو جانا اور شور مچانا بتاتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں کچھ اور خیالات موجزن ہیں۔ شورش پنجاب کے دنوں میں آپ کا رویہ بھی اس امر کو مشتبہ کر دیتا ہے۔ مجھے مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء کے اس جوش کو دیکھ کر ایک لطیفہ یاد آتا ہے جو بالکل ان کے حسب حال ہے۔ اور وہ یہ کہ کہتے ہیں کہ کسی نے ایک لومبڑی کو دیکھا کہ نہایت گھبرائی ہوئی ہے۔ اور بے تحاشا اِدھر سے اُدھر بھاگی پھرتی ہے اُسنے دریافت کیا کہ یہ گھبراہٹ کیوں ہے۔ اور کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ اسپر اس لومبڑی نے جواب دیا کہ سُنا ہے بادشاہ نے اونٹوں کے پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ اور شاہی سپاہی چاروں طرف پھیل گئے ہیں کہ جو اونٹ ملے اسکو پکڑ لیں۔ میں بھی اسی گھبراہٹ میں دوڑی پھرتی ہوں کہ کہیں مجھ کو بھی نہ پکڑ لیں۔ مولوی محمد علی صاحب اور انکے رُفقاء نے بھی بعینہٖ یہی حرکت کی ہے۔ حدیث کے درس میں ایک حدیث کا ترجمہ مینے کیا ہے اور اسمیں بادشاہ خلیفہ کے مقابل میں خلافت (یعنی حکومت) کا دعویٰ کرنیوالے کی سزا اپنی طرف سے نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قتل بیان کی ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقا شور مچانے لگ گئے ہیں کہ انکے قتل کا فتویٰ دیا گیا ہے حالانکہ نہ مجھے بادشاہت کا دعویٰ ہے نہ آپ کو میرے مقابل میں حکومت کا زعم۔ پس یہ گھبراہٹ اس لومبڑی کی گھبراہٹ سے کم نہیں۔

جیسا کہ مینے ثابت کیا ہے مینے صاف طور پر بیان کیا ہے کہ یہ حکم بادشاہ خلیفہ کے متعلق ہے مگر اسی پر بس نہیں اسکو آگے میرا یہ فقرہ بھی درج ہے کہ اب اس حکومت میں ایسا نہیں کر سکتے۔ گو نوٹ قلم بند کرنیوالے نے اختصار کی وجہ سے اور قلت علم کے باعث پوری طور پر میرا بیان کردہ مضمون نہیں لکھا لیکن پھر بھی انکی مختصر تحریر سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مینے یہ بات بھی بیان کر دی ہے کہ اس زمانہ میں یہ حکم جاری نہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس خیال کو کہ مولوی محمد علی صاحب اور انکے رُفقاء اس مضمون کو اپنی طرف منسوب کر لیں مینے دو طرح اس خیال کا ازالہ کیا ہے ایک تو اسطرح کہ یہ حکم بادشاہ خلیفہ کے متعلق ہے اور دوسرے اس طرح کہ جو خلیفہ بادشاہ نہ ہو۔ بلکہ صرف رُوحانی خلیفہ ہو اور کسی اور حکومت کے ماتحت ہو انکے لئے یہ حکم نہیں ہے اور ایسا کرنا اُسے جائز نہیں ہے۔ اس تمام تفصیل کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور انکے رُفقاء کا شور مچانا قابل تعجب نہیں تو اور کیا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد مگر یہ ضرور کہونگا کہ سخن فہمی جناب والا معلوم شد۔

مولوی محمد علی صاحب۔ کان کھولکر سُن لیں کہ قتل ایک بزدلانہ فعل ہے اور بزدل کے ہاتھ کے سوا کسی کا ہاتھ اس شخص کے خلاف نہیں اُٹھ سکتا جو اس سے قوانین حکومت کے مطابق برسرپیکار نہ ہو اور میں اور میری جماعت بزدل نہیں۔ ابھی زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ شورش پنجاب کے موقعہ پر احمدیہ بلڈنگز میں جبکہ سوال پیدا ہوا تھا کہ اب آپ لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے تو کسی نے کہا تھا سب دنیا کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے۔ سب دنیا کا مقابلہ کرنیوالا ایک ہی شخص ہے (یعنی یہ عاجز) جس کی جرأت اور بہادری کا تو دشمن بھی مقر ہے اور یہی حال میرے مُریدوں کا ہے جو باوجود سخت سے سخت مشکلات کے اور جان کے خطرہ کے گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار رہے ہیں پس قاتلانہ ہاتھ میری جماعت میں تمکو نہیں ملیگا ایسے بزدلانہ فعل سے میری جماعت انشاء اللہ پاک رہیگی۔ ہاں آپ اپنی جماعت کی فکر کریں اور وہ نفاق جس کا بیج آپ نے بویا ہے اس کے پھل لانے کا انتظار کریں۔ جری انسان کے دشمن کو کچھ خطرہ نہیں خطرہ اسی جماعت سے ہوتا ہے جو نفاق پر قدم رکھتی ہے۔

بالآخر میں مولوی محمد علی صاحب سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے ترجمہ قرآن میں قرآن کریم کی دو آیتوں کا ترجمہ اور تفسیر لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ زانی کی سزا سو کوڑے ہے اور عادی چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے کیا انکو معلوم نہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے قوانین انکی اجازت نہیں دیتے۔ کیوں نہ سمجھا جاوے کہ وہ اپنے پیرووں کو تعلیم دیتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے قانون کو توڑ کر خود بخود زانی کو سو کوڑے ماریں یا بیاہے زانی کو مطابق احادیث رجم کریں اور چور کا ہاتھ کاٹ دیا کریں کیا انکا یہی جواب نہ ہوگا کہ مینے تو آیت کا ترجمہ کیا ہے یا تفسیر بیان کی ہے اس زمانہ کے متعلق تو مینے فتویٰ نہیں دیا یہ احکام تو حکومت کے لئے ہیں صرف حکومت انپر عمل کر سکتی ہے تو کیا باوجود اسکے کہ مینے اس امر کو کہ بادشاہ خلیفہ کے مقابلہ میں دعویٰ کرنیوالے کی سزا قتل ہے۔ ان کا میرے بیان سے یہ مطلب نکالنا

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مالکان کیلئے چھپکر شائع ہوا